غامدی صاحب کی عدم تحقیق یا علمی خیانت؟

کاوش محمد مدثر علی راؤ

قارئین کرام! جاوید احمد غامدی صاحب نے اپنی کتاب "میزان" کے صفحہ 14 پر سنت کا تصور پیش کرتے ہوئے اس سنت کے ذریعہ سے حاصل ہونے والے دین کے 26 اعمال کا ذکر کیا ہے۔ غامدی صاحب نے ان 26 دینی اعمالِ سنت میں سے بعض اعمال کو سنت ابراہیمی ثابت کرنے کے لیے اپنی کتاب "میزان" کے صفحہ "641" پر سید جواد علی صاحب کی کتاب "المفصل فی تاریخ العرب" کا حوالہ دیا ہے جو کہ قریباً 50 سال قبل تصنیف کی گئی۔

1

اصول و مبادی

کیا ہے۔

سنت سے ہماری مراد دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تجدید و اصلاح کے بعد اور اُس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے۔ قرآن میں آپ کو ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ روایت بھی اُسی کا حصہ ہے۔ ارشاد فرمایا ہے:

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا، وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. (النحل ۱۶: ۱۲۳)

"پھر ہم نے تمھیں وحی کی کہ ملت ابراہیم کی پیروی کرو جو بالکل یک سو تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔"

اس ذریعے سے جو دین ہمیں ملا ہے، وہ یہ ہے:

عبادات

۱۔ نماز۔ ۲۔ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر۔ ۳۔ روزہ و اعتکاف۔ ۴۔ حج و عمرہ۔ ۵۔ قربانی اور ایام تشریق کی تکبیریں۔

معاشرت

۱۔ نکاح و طلاق اور اُن کے متعلقات۔ ۲۔ حیض و نفاس میں زن و شو کے تعلق سے اجتناب۔

خور و نوش

۱۔ سؤر، خون، مردار اور خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کی حرمت۔ ۲۔ اللہ کا نام لے کر جانوروں کا تذکیہ۔

رسوم و آداب

۱۔ اللہ کا نام لے کر اور دائیں ہاتھ سے کھانا پینا۔ ۲۔ ملاقات کے موقع پر السلام علیکم اور اُس کا جواب۔ ۳۔ چھینک آنے پر الحمد للہ اور اُس کے جواب میں یرحمک اللہ۔ ۴۔ مونچھیں پست رکھنا۔ ۵۔ زیر ناف کے بال کاٹنا۔ ۶۔ بغل کے بال صاف کرنا۔ ۷۔ بڑھے ہوئے ناخن کاٹنا۔ ۸۔ لڑکوں کا ختنہ کرنا۔ ۹۔ ناک، منہ اور دانتوں کی صفائی۔ ۱۰۔ استنجا۔ ۱۱۔ حیض و نفاس کے بعد غسل۔ ۱۲۔ غسل جنابت۔ ۱۳۔ میت کا غسل۔ ۱۴۔ تجہیز و تکفین۔ ۱۵۔ تدفین۔ ۱۶۔ عید الفطر۔ ۱۷۔ عید الاضحیٰ۔

سنت یہی ہے اور اس کے بارے میں یہ بالکل قطعی ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے اس میں اور قرآن مجید میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ جس طرح صحابہ کے اجماع اور قولی تواتر سے ملا ہے، یہ اسی طرح اُن کے اجماع اور عملی تواتر سے ملی ہے اور قرآن ہی کی طرح ہر دور میں مسلمانوں کے اجماع سے ثابت قرار پائی ہے، لہٰذا اس کے بارے میں اب کسی بحث و نزاع کے لیے کوئی گنجایش نہیں ہے۔

میزان ۱۴

جاوید احمد غامدی

مِیزان

المورد

ادارۂ علم و تحقیق

۸۔ لڑکوں کا ختنہ کرنا۔

یہ پانچوں چیزیں آداب کے قبیل سے ہیں۔ بڑی بڑی مونچھیں انسان کی ہیئت میں ایک نوعیت کا متکبرانہ تاثر پیدا کرتی ہیں۔ پھر کھانے اور پینے کی اشیا منہ میں ڈالتے ہوئے اُن سے آلودہ بھی ہو جاتی ہیں۔ بڑھے ہوئے ناخن میل کچیل کو اپنے اندر سمیٹنے کے علاوہ درندوں کے ساتھ مشابہت کا تاثر نمایاں کرتے ہیں۔ چنانچہ ہدایت کی گئی کہ مونچھیں پست ہوں اور بڑھے ہوئے ناخن کاٹ دیے جائیں۔ باقی سب چیزیں بدن کی طہارت کے لیے ضروری ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا اس قدر اہتمام تھا کہ ان میں سے بعض کے لیے آپ نے وقت کی تحدید فرمائی ہے۔ سیدنا انس کی روایت ہے:

وقت لنا فی قص الشارب و تقلیم الاظفار و نتف الابط و حلق العانة ان لا نترك اكثر من اربعين ليلة. (مسلم، رقم ۵۹۹)	''ہمارے لیے مونچھیں اور ناخن کاٹنے، بغل کے بال صاف کرنے اور زیر ناف کے بال مونڈنے کا وقت مقرر کیا گیا کہ اُن پر چالیس دن سے زیادہ نہیں گزرنے چاہییں۔''

زمانۂ بعثت سے پہلے بھی عرب بالعموم ان پر عمل پیرا تھے۔[۴] یہ سنن فطرت ہیں جنھیں انبیاعلیہم السلام نے تزکیہ و تطہیر کے لیے ان کی اہمیت کے پیش نظر دین کا لازمی جز بنا دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الفطرة خمس: الختان والاستحداد وقص الشارب وتقليم الاظفار ونتف الآباط. (بخاری، رقم ۵۸۹۱)	''پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، مونچھیں پست رکھنا، بڑھے ہوئے ناخن کاٹنا اور بغلوں کے بال صاف کرنا۔''

۹۔ ناک، منہ اور دانتوں کی صفائی۔

انبیاعلیہم السلام اپنے ماننے والوں میں پاکیزگی اور طہارت کا جو ذوق پیدا کرنا چاہتے ہیں، یہ اُسی کا تقاضا ہے کہ اس صفائی کو بھی اُنھوں نے ایک سنت کی حیثیت دی ہے۔ تاریخ میں اس کا ذکر اہل عرب کے دینی شعار کے طور پر ہوتا ہے۔[۵] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی جو روایت امت کو منتقل ہوئی ہے، اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وضو کے موقع پر آپ نہایت اہتمام کے ساتھ مضمضہ[۶] اور استنشاق[۷] کرتے تھے۔ دانتوں کی صفائی کا بھی آپ کو ایسا ہی اہتمام تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا:

---

[۴] المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۳۴۶/۶۔

[۵] المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۳۴۶/۶۔

[۶] منہ کی صفائی کے لیے اُس میں پانی پھرانا۔

[۷] ناک صاف کرنے کے لیے اُس میں پانی ڈالنا۔

رسوم و آداب

۸۔ لڑکوں کا ختنہ کرنا۔

یہ پانچوں چیزیں آداب کے قبیل سے ہیں۔ بڑی بڑی مونچھیں انسان کی ہیئت میں ایک نوعیت کا متکبرانہ تاثر پیدا کرتی ہیں۔ پھر کھانے اور پینے کی اشیا منہ میں ڈالتے ہوئے اُن سے آلودہ بھی ہو جاتی ہیں۔ بڑھے ہوئے ناخن میل کچیل کو اپنے اندر سمیٹنے کے علاوہ درندوں کے ساتھ مشابہت کا تاثر نمایاں کرتے ہیں۔ چنانچہ ہدایت کی گئی کہ مونچھیں پست ہوں اور بڑھے ہوئے ناخن کاٹ دیے جائیں۔ باقی سب چیزیں بدن کی طہارت کے لیے ضروری ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا اس قدر اہتمام تھا کہ ان میں سے بعض کے لیے آپ نے وقت کی تحدید فرمائی ہے۔ سیدنا انس کی روایت ہے:

وقت لنا فی قص الشارب و تقلیم الاظفار و نتف الابط و حلق العانة ان لا نترك اكثر من اربعين ليلة. (مسلم، رقم ۵۹۹) ''ہمارے لیے مونچھیں اور ناخن کاٹنے، بغل کے بال صاف کرنے اور زیر ناف کے بال مونڈنے کا وقت مقرر کیا گیا کہ اُن پر چالیس دن سے زیادہ نہیں گزرنے چاہییں۔''

زمانۂ بعثت سے پہلے بھی عرب بالعموم ان پر عمل پیرا تھے۔[۴] یہ سنن فطرت ہیں جنھیں انبیاعلیہم السلام نے تزکیہ و تطہیر کے لیے ان کی اہمیت کے پیش نظر دین کا لازمی جز بنا دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الفطرة خمس: الختان والاستحداد وقص الشارب وتقليم الاظفار ونتف الآباط. (بخاری، رقم ۵۸۹۱) ''پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، مونچھیں پست رکھنا، بڑھے ہوئے ناخن کاٹنا اور بغلوں کے بال صاف کرنا۔''

۹۔ ناک، منہ اور دانتوں کی صفائی۔

انبیاعلیہم السلام اپنے ماننے والوں میں پاکیزگی اور طہارت کا جو ذوق پیدا کرنا چاہتے ہیں، یہ اُسی کا تقاضا ہے کہ اس صفائی کو بھی اُنھوں نے ایک سنت کی حیثیت دی ہے۔ تاریخ میں اس کا ذکر اہل عرب کے دینی شعار کے طور پر ہوتا ہے۔[۵] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی جو روایت امت کو منتقل ہوئی ہے، اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وضو کے موقع پر آپ نہایت اہتمام کے ساتھ مضمضہ[۶] اور استنشاق[۷] کرتے تھے۔ دانتوں کی صفائی کا بھی آپ کو ایسا ہی اہتمام تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا:

[۴] المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۳۴۶/۶۔

[۵] المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۳۴۶/۶۔

[۶] منہ کی صفائی کے لیے اُس میں پانی پھرانا۔

[۷] ناک صاف کرنے کے لیے اُس میں پانی ڈالنا۔

میزان ۶۳۱

کیا ہے۔

سنت سے ہماری مراد دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تجدید و اصلاح کے بعد اور اُس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے۔ قرآن میں آپ کو ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ روایت بھی اُسی کا حصہ ہے۔ ارشاد فرمایا ہے:

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا، وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. (النحل ۱۶: ۱۲۳)	''پھر ہم نے تمھیں وحی کی کہ ملت ابراہیم کی پیروی کرو جو بالکل یک سو تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔''

اس ذریعے سے جو دین ہمیں ملا ہے، وہ یہ ہے:

عبادات

۱۔ نماز۔ ۲۔ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر۔ ۳۔ روزہ و اعتکاف۔ ۴۔ حج و عمرہ۔ ۵۔ قربانی اور ایام تشریق کی تکبیریں۔

معاشرت

۱۔ نکاح و طلاق اور اُن کے متعلقات۔ ۲۔ حیض و نفاس میں زن و شو کے تعلق سے اجتناب۔

خور و نوش

۱۔ سؤر، خون، مردار اور خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کی حرمت۔ ۲۔ اللہ کا نام لے کر جانوروں کا تذکیہ۔

رسوم و آداب

۱۔ اللہ کا نام لے کر اور دائیں ہاتھ سے کھانا پینا۔ ۲۔ ملاقات کے موقع پر السلام علیکم اور اُس کا جواب۔ ۳۔ چھینک آنے پر الحمد للہ اور اُس کے جواب میں یرحمک اللہ۔ ۴۔ مونچھیں پست رکھنا۔ ۵۔ زیر ناف کے بال کاٹنا۔ ۶۔ بغل کے بال صاف کرنا۔ ۷۔ بڑھے ہوئے ناخن کاٹنا۔ ۸۔ لڑکوں کا ختنہ کرنا۔ ۹۔ ناک، منہ اور دانتوں کی صفائی۔ ۱۰۔ استنجا۔ ۱۱۔ حیض و نفاس کے بعد غسل۔ ۱۲۔ غسل جنابت۔ ۱۳۔ میت کا غسل۔ ۱۴۔ تجہیز و تکفین۔ ۱۵۔ تدفین۔ ۱۶۔ عید الفطر۔ ۱۷۔ عید الاضحی۔

سنت یہی ہے اور اس کے بارے میں یہ بالکل قطعی ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے اس میں اور قرآن مجید میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ جس طرح صحابہ کے اجماع اور قولی تواتر سے ملا ہے، یہ اسی طرح اُن کے اجماع اور عملی تواتر سے ملی ہے اور قرآن ہی کی طرح ہر دور میں مسلمانوں کے اجماع سے ثابت قرار پائی ہے، لہٰذا اس کے بارے میں اب کسی بحث و نزاع کے لیے کوئی گنجایش نہیں ہے۔

قارئین کرام! غامدی صاحب نے بعض دینی اعمال کو سنت ابراہیمی ثابت کرنے کے لیے جواد علی صاحب کی کتاب "المفصل فی تاریخ العرب" کا حوالہ تو دے دیا جبکہ۔۔۔اسی کتاب "المفصل فی تاریخ العرب" میں ہی "داڑھی" کو بھی سنت ابراہیمی میں شمار کیا گیا ہے لیکن غامدی صاحب نے اس کو چھوڑ دیا۔

(دیکھیے المفصل فی تاریخ العرب جلد 4 صفحہ 610)

اللحى الفرنسية . ويصرف بعض الوقت لاصلاحها حتى لا تكون متناثرة بشعة ، وقد يعبر الانسان بلحيته ، فيقال : له لحية تيس . وتنسب عادة اكرام اللحى الى سنن ابراهيم . وقد تكون اللحية كثة كبيرة منتظمة . ويقال الرجل ذي اللحية الطويلة : (اللحياني) و (رجل لحيان) [1] .

ويحلف العربي بشاربه ، فاذا اراد اعطاء عهد او جوار او اي عهد آخر واقسم بشاربه ، وجب عليه الوفاء بعهده . ومن عادة العرب تخفيف الشارب ، وقد تحف ونسب هذه العادة الى سنن ابراهيم ، ومن السنن الاخرى تقليم الاظافر وحلق العانة [2] . وذكر ان الرسول كان يقص شاربه وأنه قال : قصوا الشوارب وأرخوا اللحى وخالفوا المجوس . وورد انه قال : (خالفوا المشركين ووفرو اللحى وأحفوا الشوارب) [3] .

ويعدّ قص الشارب من (الفطرة) . وهي عشرة او خمسة امور [4] . يذكرون انها من سنن ابراهيم ومن اتبعه من العرب . وفي جملتها الختان .

ويذكر العلماء ان الله ابتلى (ابراهيم) بسنن الفطرة ، وهي التي ذُكرت في القرآن في قوله تعالى : (وإذِ ابتلى إبراهيمَ رَبُّهُ بكلمات فأتمَّهنَّ) [5] ، وهي الكلمات العشر : خمس في الرأس ، وخمس في الجسد . فأما التي في الرأس فالمضمضة والاستنشاق وقصّ الشارب والفرق والسواك . وأما التي في الجسد فالاستنجاء وتقليم الاظافر ونتف الإبط وحلق العانة والختان . فلمّا جاء الاسلام ، قرّرها سنة من السنن [6] .

والعرب من أصحاب الشعور السوداء . وهم مثل غيرهم يفاخرون بشعر

١ تاج العروس (٣٢٤/١٠) ، (لحى) .
٢ القسطلاني ، ارشاد الساري (١٦١/٢) .
٣ زاد المعاد (٤٥/١ وما بعدها) .
٤ زاد المعاد (٤٤/١ وما بعدها) .
٥ البقرة ، الآية ١٢٤ .
٦ بلوغ الأرب (٢٨٧/٢) .

اب ہمارے غامدی صاحب اور ان کے سٹوڈنٹس سے چند سوالات ہیں کہ۔۔۔

(۱) کیا وجہ تھی جو غامدی صاحب نے اسی کتاب "المفصل فی تاریخ العرب" میں سے باقی اعمال کو تو سنت ابراہیمی ثابت کرنے کے لیے چن لیا لیکن "داڑھی" کو چھوڑ دیا جو کہ اسی کتاب میں سنت ابراہیمی میں شمار ہے۔

(۲) کیا تاریخ کی کتاب سے اپنی پسند کے اعمال کو سنت ابراہیمی ثابت کرنے کے لیے لے لینا اور داڑھی کو چھوڑ دینے کو غامدی صاحب کا دہرا معیار یا انکی علمی خیانت کہہ سکتے ہیں؟

(۳) غامدی صاحب مونچھوں کو پست کروانے کو تو سنت میں شمار کرتے ہیں لیکن داڑھی کو چھوڑ دیتے ہیں جبکہ احادیث کی جن امہات کتب میں مونچھوں کو پست کروانے کا حکم ہے ساتھ ہی اسکے داڑھی کو بڑھانے کا بھی حکم ہے۔۔۔پھر کیا وجہ ہے کہ غامدی صاحب احادیث مبارکہ کے آدھے حصہ کو تو تسلم کرتے ہیں لیکن آدھے کا انکار کر دیتے ہیں؟

(۴) اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ احزاب کی آیت 36 میں ارشاد فرماتے ہیں جسکا مفہوم ہے کہ۔۔۔اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ یا حکم کے بعد کسی مومن مرد کے لیے یہ گنجائش ہے اور نہ مومن عورت کے لیے کہ انکو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے (مفہوم)۔

اللہ تعالیٰ کے اس واضح حکم کے بعد غامدی صاحب کو یہ اختیار کس نے دے دیا کہ وہ اپنی طرف سے احادیث رسول کے آدھے حصہ کو تو تسلیم کریں لیکن آدھے کا انکار کر دیں!!!

(۵) غامدی صاحب اپنے عقائد کی تائید کے لیے تو تاریخی کتب سے استدلال کر لیتے ہیں لیکن اپنے مخالفین کے عقائد کے لیے اجماع اور تواتر کی شرط لگاتے ہیں۔۔۔تو کیا ہم بجا طور پر یہ پوچھ سکتے ہیں کہ۔۔۔۔۔۔سنت ابراہیمی کے حوالے سے غامدی صاحب کے پاس کونسے اجماع اور تواتر کی دلیل ہے؟ یعنی کہ غامدی صاحب جن اعمال کو سنت ابراہیمی ثابت کرتے ہیں اس کے لیے غامدی صاحب کے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہی اعمال حضرت ابراہیم علیہ سلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک تواتر کیساتھ منتقل ہوئے؟؟؟

نوٹ: یاد رکھیے سوال نمبر 5 کا جواب غامدی صاحب اور ان کے سٹوڈنٹس کے لیے احادیث کے متعلق ان کے عقائد و نظریات کی جڑ کا کام کرتا ہے۔